Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — (ایڈیٹر): نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | بدھ ۲۵ صفر ۱۴۱۰ھ ، ۲۷ تبوک ۱۳۶۸ ہش ، ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۱۹

مغربی دنیا کی ہلاکت

"ساری مغربی ترقی ہلاکت کی طرف رُخ کر چکی ہے اور ایسے اقتصادی بحران جب مزید بڑھتے ہیں تو پھر عارضی جنگوں پر ہی منتج ہوا کرتے ہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر اللہ تعالیٰ سارے پردے کھول دیتا اور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ نہ ہوتا اور مردے آ آکر کہہ دیتے کہ جنت و نار سب حق ہیں تو بتاؤ کہ کوئی دہریہ اور بت پرست رہ سکتا تھا؟ مثلاً اگر یہاں ہی کے دو چار مردے آکر حقیقت بتا دیں اور اپنے پوتوں اور عزیزوں کو بتائیں تو کوئی روگردان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا۔ اب اگر کوئی آفتاب پر ایمان لاوے کہ یہ ہے اور روشنی دیتا ہے تو بتاؤ اس ایمان کا کوئی ثواب اسے مل سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی قدر و قیمت اور نیکی کی جزا کے لئے یہ پسند فرمایا ہے کہ کچھ اخفاء بھی ہو۔ دانشمند آدمی سعادت پاتا ہے۔ بیوقوف اس سے محروم رہ جاتا ہے اور پھر کوئی ایمانی امر ایسا نہیں ہے جس میں حقیقت اور فلسفہ نہ ہو اس اخفاء میں عظیم الشان فلسفہ ہے جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر ایسا انکشاف ہوتا کہ کوئی چیز مخفی نہ رہ جاتی۔ معاد کا حال، خدا کی رضا کا پتہ معلوم ہو جاتا تو نیکی نیکی نہ رہتی۔ اور نہ اس کی کوئی قدر ہوتی۔ مشہود محسوس چیزوں پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہیں مل سکتا ...... درخت یا آفتاب پر ایمان لانے والا اور ان کے وجود کا اعتراف کرنے والا کسی جزا کا مستحق نہیں ہے۔ لیکن جو مخفی کو معلوم کرکے ایمان لاتا ہے وہ بے شک قابل تعریف فعل کا کرنے والا ٹھہرتا ہے اور مدح اور تعریف کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جب بالکل انکشاف ہو گیا پھر کیا؟ اسی طرح پر اگر کوئی ۲۹ دن کے ہلال کو دیکھتا ہے تو بے شک اس کی نظر قابلِ تعریف ہو گی۔ لیکن اگر کوئی چودہ دن کے بعد جبکہ بدر ہو گیا ہے اور عالمتاب کی روشنی نظر آتی ہے لوگوں کو کہے کہ آؤ میں تمہیں چاند دکھاؤں۔ میں نے دیکھ لیا ہے تو وہ مسخرہ اور فضول گو ٹھہرایا جاوے گا۔

غرض قابلیت فراست سے ظاہر ہوتی ہے۔ خدا نے کچھ چھپایا ہے اور کچھ ظاہر کیا ہے۔ اگر بالکل ظاہر کرتا تو ایمان کا ثواب جاتا رہتا اور اگر بالکل چھپاتا تو سارے مذاہب تاریکی میں دبے رہتے اور کوئی بات قابلِ اطمینان نہ ہو سکتی اور آج کوئی مذہب والا دوسرے کو نہ کہہ سکتا کہ تو غلطی پر ہے اور نہ مواخذہ کا اصول قائم رہ سکتا تھا کیونکہ یہ تکلیف مالا یطاق تھی"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۸-۱۴۷)

"میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسنِ ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵)

قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل احباب کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

- محترم گیانی عباد اللہ صاحب سابق مینیجر الفضل حال مقیم میامی (فلوریڈا) کی طبیعت کچھ عرصہ سے زیادہ خراب ہو گئی ہے۔
- مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب جٹھول آف نارنگ منڈی کا لاہور میں السر اور اپنڈکس کا اپریشن ہوا تھا۔ اب انکے گردے اور جگر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔
- مکرم صوفی عبد المجید صاحب امیر ضلع میرپور (آزاد کشمیر) کے معدہ کا اپریشن راولپنڈی میں ہوا ہے۔ تاحال کمزوری اور نقاہت بہت ہے۔

- مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر انچارج شعبہ رشتہ ناطہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۵ ستمبر کو بچی سے نوازا ہے۔ بچی حضور انور کی تحریک وقفِ نو میں شامل ہے اور حضور انور نے بچی کا نام ازراہِ شفقت "ستارہ طلعت" عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی نواسی اور مولانا ملک غلام احمد صاحب ارشد کی پوتی ہے۔
- مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اٹھوال اکاؤنٹنٹ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب طاہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۰ جولائی کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "رابعہ نُہیٰ" عطا فرمایا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں بچوں کو درازیٔ عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر:۔ آغا سیف اللہ، پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد، مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت:۔ دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ تبوک ۱۳۶۸ ہش ۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء

نیک نیّتی

کیا یہ کافی ہے کہ ہم کہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے۔ اگر یہ بات کافی ہوتی تو تقریباً ہر شخص کا ہر کام نیک نیتی پر ہی مبنی ہوتا ہے کیونکہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کی فطرت ہی مسخ ہو چکی ہو اور برائی جن کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہو سب لوگ اپنی طرف سے تو ٹھیک ہی کام کرتے ہیں۔ اور اِسکے باوجود بہت سے غلط کام ہو جاتے ہیں غلط نتائج نِکل آتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی مشکل میں دھکیل دِیا جاتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ نیک نیتی ہے تو بہت اچھی بات۔ لیکن اور اس میں جو لفظ "نیک" ہے اسکے متعلق یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ واقعی نیک ہے بھی یا نہیں، ہم ایک بات کو اچھی سمجھتے رہیں اور ہو وہ بری۔ تو نیک نیتی نیک تو نہ رہی۔ اس سے اچھے نتائج کا بھی امکان نہیں رہتا۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ نیک نیتی کے متعلق ہمارا علم دُرست ہونا چاہیئے۔ اور ہمارا نظریہ اور زاویۂ نظر راستی سے ہٹا ہوا نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو ہم جان بوجھ کر ـــــ یا بے سوچے سمجھے ہی ـــــ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دے رہے ہونگے اور دوسروں کو بھی نقصان پہنچا رہے ہونگے۔

دین کی بات ہو یا دنیا کی بات ہو۔ علم کے بغیر ہمیں دھوکے میں رکھ سکتی ہے۔ اور یہی بات ہے جسکی طرف عام طور پر لوگوں کی نظر نہیں اٹھتی۔ صحیح علم کا حصول ہی ہمارے عمل کو درست روی عطا کرتا ہے اور اسی سے ہم نیک نیتی کو صحیح معنوں میں نیک نیتی کا نام دے سکتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نفس کی تین حالتوں کو بیان کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔

"پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے لوّامہ کی حالت پیدا ہو۔ اور گناہ کی شناخت ہو گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے جو اسکو شناخت نہیں کرتا اس کا علاج نبیوں کے پاس نہیں ہے۔ نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے کہ اوّل اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بری مجلس اور بُری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے۔" یہاں شناخت دراصل علم کا حاصل کرنا ہی، نیکی کیا ہے۔ اور بُرائی کیا ہے۔ اس علم ہی کا نام شناخت ہی اور اسی سے ہمارے اعمال و افعال کی اچھائی اور بُرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہماری نیّت کا مدار صحیح عِلم یعنی صحیح شناخت پر ہونا چاہیئے۔

نیکیاں کر اور بن جا نیک نام
ہے شرافت کا یہی اعلیٰ مقام
پھیل جائے تیری خوشبو چار سُو
سب کو اطمینان دے تیرا کلام

ابوالاقبال

کیسے ممکن ہے دیوانے اُنکا ذکر نہ چھیڑیں

اپنے پیراہن کے بخیئے آپ ہی آپ ادھیڑیں
آپ ہی دل کا رونا روئیں آپ ہی درد سہیڑیں

اہلِ خرد جب آپ ہی اپنے اپنے راگ الاپیں
کیسے ممکن ہے دیوانے اُنکا ذکر نہ چھیڑیں

بھیڑیوں نے جنگل میں کیا ہے کیسا خون خرابہ
کون یہ جانے کون گڈریا ہے کس کی ہیں بھیڑیں

صوفی و مُلّا دست و گریباں ہیں آپس میں ہر سُو
اَوروں کو کیا سمجھائیں گے اپنی آپ نبیڑیں

اگلے لوگوں نے جو پودے اپنے خون سے سینچے
آپکو کس نے سمجھایا ہے ان کو آپ اُکھیڑیں

ہم ناہیدؔ جنوں والے ہیں دشتِ جنوں کے باسی
شہرِ خرد کے رہنے والے آ کے ہمیں کیوں چھیڑیں

عبدالمنان ناہیدؔ

تحریک جدید میں شمولیّت کیوں ضروری ہی

(ا)

"مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(خُطبہ جمعہ فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(ب)

"کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے کہ اِس تحریک جدید میں حِصّہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اُس میں ساری جماعتیں حِصّہ نہ لیں۔"

(خُطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

بیماری کا احساس

بیماریاں بھی خطرناک ہیں لیکن بیماریوں کا احساس شائد اس سے بھی زیادہ خطرناک اور خوفناک ہے۔ پیٹ میں درد ہو تو یوں لگتا ہے کہ اپنڈکس ہے کوئی پھنسی پھوڑا ٹھیک نہ ہو تو جیسے کینسر ہو۔ ذرا سا ہاتھ بے سُرا ہلا تو کہیں رعشے کی ابتدا نہ ہو۔ کوئی جگہ ذرا سی سُن ہوئی تو کہیں فالج تو نہیں ہونے لگا۔

دراصل بات یہ ہے کہ یہ سب چیزیں ہو بھی سکتی ہیں لیکن اکثر اوقات بیماری کم اور احساس زیادہ ہوتا ہے سر درد ہو تو ڈر لگتا ہے کہ برین ہیمرج نہ ہو جائے غرضیکہ بیماریوں کے نام معلوم ہونے سے اور دوسرے لوگوں کو ان بیماریوں میں مبتلا دیکھ کر اپنی ذرا سی بات کو بھی کسی نہ کسی بیماری کی طرف منسوب کرنے کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

نذیر احمد کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سر پھٹ جائے گا۔ شدید درد ہے ایسا نہ ہو کہ برین ہیمرج ہو جائے۔ ان سے اس درد کی کیفیت پوچھی گئی۔ کہنے لگے کہ بس ایسا ہے جیسے سر کو کسی نے رسیوں سے باندھ دیا ہے اور اس زور سے باندھا ہے کہ درد برداشت نہیں ہوتا۔ میں تو کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ تکیے سے سر اٹھا نہیں سکتا۔ ذرا سا سر اٹھاتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ ابھی برین ہیمرج ہوا کہ ہوا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ برین ہیمرج کے نام سے کتنا خوف آتا ہے۔ گویا کہ یہ تو موت ہی کا دوسرا نام ہے۔ میں نے پوچھا کوئی پریشانی تو نہیں کہنے لگے پریشانی کیسی۔ سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ مکان تبدیل کرنا ہے۔ سارا سامان ایک مکان سے دوسرے مکان میں لے جانا ہے۔ فاصلہ کم از کم ایک میل کا ہے میں نے تو گھر میں کبھی صوفہ بھی اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں رکھا۔ یہ سارا سامان کیسے اٹھایا جائے گا۔ کیسے لے جایا جائے گا۔ اس بات کی پریشانی ضرور ہے۔

بھئی یہ کون سا آپ نے سر پہ اٹھا کر لے جانا ہے موٹر آئے گی۔ ریڑھا آئے گا۔ کوئی اور صورت اختیار کی جائے گی تو آپ کا سارا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے گا۔ لیکن چونکہ نذیر احمد ایسی باتوں سے اکثر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ یہ سمجھتے تھے گویا کہ ہر چیز انہوں نے اپنے سر پر اٹھا کر لے جانی ہے۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں نے ان کو تسلی دلائی کہ گھبرائیں نہیں۔ مکان شفٹ ہو جائے گا اور آپ کی یہ پریشانی دور ہو جائے گی اور اس پریشانی کے دور ہونے سے آپ کا سر درد بھی جاتا رہے گا۔ برین ہیمرج کا نام ہی نہ لیجئے وہ کچھ اس طرح مسکرائے کہ انہیں میری بات پر یقین نہ آیا ہو۔ لیکن بہرحال سامان شفٹ ہو گیا۔ ان کا سر درد جاتا رہا۔

ہم سب کے ساتھ کبھی نہ کبھی ایسی بات ضرور ہوتی ہے۔ بیماری کی نسبت بیماری کا احساس ہمیں زیادہ تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے اور ہم چھوٹی سے چھوٹی بات کو بڑی سے بڑی بیماری کے ساتھ منسوب کر کے اپنے آپ کو پریشان کر لیتے ہیں۔

گیارہ سالہ ٹونی

۱۱ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے بچہ سائیکل لے اور کہے کہ میں پاس کے گاؤں، قصبے یا شہر میں اس سائیکل پہ جا رہا ہوں اور کچھ دیر بعد واپس آ جاؤں گا تو یقیناً اس کو اجازت ملنے کا بہت کم امکان ہوتا ہے۔ لیکن امریکہ کا ایک بچہ جس کی عمر گیارہ سال ہے اور جس کا نام "ٹونی ایلین جینا" ہے۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے ہوائی جہاز میں جسے وہ خود اڑائے گا۔ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ اس کے ساتھ اس کے والد اس کی والدہ اور ایک بہن بھی اس جہاز میں اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور اس نے واقعی دنیا کا چکر لگانا شروع کر دیا۔ اور یہ چکر مکمل بھی کر لیا۔ جب وہ روس پہنچا (آپ اندازہ کریں کہ امریکہ کا ایک بچہ روس میں) تو وہاں پر اس کی بڑی آؤ بھگت کی گئی۔ اسے VIP کی طرح رکھا گیا لیکن اس سے یہ ضرور کہہ دیا گیا کہ اس بات کا امکان کم ہے کہ وہ پریذیڈنٹ میخائل گورباچوف سے ملاقات کر سکے۔ ٹونی نے کہا کوئی حرج نہیں اگر میں ملاقات نہ کر سکوں تو کوئی ایسی بات نہیں لیکن اگر مجھے ملاقات کا موقعہ مل گیا تو میں کہوں گا

"ہیلو دوست گورباچوف!

میں خوش ہوں کہ میں اڑ کر روس پہنچا ہوں!"

اور یہ بات اس نے روسی زبان میں کہی۔ گویا کہ روس آنے سے پہلے اس نے یہ فقرہ روسی زبان میں خوب اچھی طرح یاد کر لیا تھا۔ روس میں وہ ایک ایسے ہوٹل میں ٹھہرا جو عام طور پر وزراء کے لئے مختص ہوتا ہے کہ وہاں وہ اپنے کام کے متعلق بیانات دیں۔

اگر اس کے سارے سفر کا ذکر کیا تو بات لمبی ہو جائے گی اس لئے روس تک ہی رہنے دیتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہماری عمر گیارہ سال تھی کوئی ہمیں کہتا کہ روس جاؤ اور پھر ساری دنیا کا چکر لگاؤ تو ہم حیران رہ جاتے کہ یہ ہم سے کیا کہا جا رہا ہے لیکن شائد ہم چل بھی پڑتے۔ اب گیارہ سال کی عمر کو ساٹھ سال سے زیادہ ہو گئے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہا کہ ہم گیارہ سال کی عمر میں کیا کر سکتے تھے اور کیا کچھ کرنے سے ہچکچاتے تھے۔

جو بچے آج گیارہ سال کے ہیں وہ سوچ کر دیکھیں اور ہمیں لکھیں کہ وہ اپنے حوصلہ کو کیسا پاتے ہیں۔

نسلی امتیاز

گزشتہ ہفتے سفید فام نوجوانوں نے بروک لین میں ایک ۲۰ سال سے کم عمر سیاہ فام نوجوان کو ہلاک کر دیا۔ یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ نسلی امتیاز اور تعصب کی رَو پھر شروع ہو گئی ہے اور ایک دوسرے سے رواداری اور اسے برداشت کرنے کی عادت ختم ہو رہی ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں میں جنکی عمر ۲۰ سال سے کم ہے۔ کہتے ہیں کہ گذشتہ چند سالوں سے یہ رویہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ وہاں کی نسلی امتیاز اور شدت سے عمل کرنے والی پارٹی کو کلکسی کلان اور ایسی ہی دوسری پارٹیاں آگے آ رہی ہیں۔ تجزیہ کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ نوجوان تاریخ سے بالکل ناآشنا ہیں۔ انہیں اس بات کا علم ہی نہیں کہ شہری حقوق کی تحریک کس طرح پیدا ہوئی۔ اسکے کیا نتائج نکلے۔

ان نوجوانوں کے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگرچہ دیکھا تو یہ گیا ہے کہ ہر طبقے میں۔ امیر ہوں یا غریب۔ نسلی امتیاز اور تعصب جڑ پکڑتا جا رہا ہے لیکن اس سے زیادہ تر وہ لوگ متاثر ہیں جنہیں ۱۹۸۰ء کے عشرے میں ملازمت حاصل کرنے میں زیادہ دقت پیش آ رہی ہے۔ عدلیہ کے پاس جو اعداد و شمار ہیں ان کے مطابق نسلی امتیاز کے جو واقعات سامنے آئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء میں ان میں کسی قدر کمی واقع ہو گئی تھی۔ اگرچہ جہاں تک سکول کے طلباء کے جھگڑوں کا تعلق ہے ان میں ۵۰ فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔ گذشتہ سال وہ کالج جنکو متنبہ کیا گیا ان کی تعداد ۴۸ سے ۷۷ ہو گئی۔ بعض لوگ اس سلسلے میں ریگن کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ کہ انکی انتظامیہ نے نسلی کوٹے کا اعتراض کیا تو لوگوں کو اسکے خلاف بولنے کا موقعہ مل گیا اور اسی بولنے کی وجہ سے انہوں نے نسلی امتیاز کو عمل کے ذریعے بھی ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ عوامل تو ان کے اور بھی کئی ہیں۔ لیکن ایک واقعہ یہ سامنے آیا کہ پندرہ بیس افراد جو ڈنڈے گھما رہے تھے نے ایک شخص یوسف ہاکنز کو اس لئے قتل کر دیا کہ وہ ان کے گھر کا چکر لگا رہا تھا۔ (شائد کسی کی محبت کے چکر میں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد تاثیر - ربوہ

جسے اللہ رکھے

جب سے دنیا معرض وجود میں آئی اس وقت سے لے کر آج تک خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں رونما ہونے والے واقعات اس کی ہستی کے زندہ ثبوت ہیں۔ اور ہر انسان کے ساتھ بھی اسکی زندگی میں ہونے والے واقعات بھی اس ہستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ واقعہ کوئی بھی ہو کسی رنگ یا نوعیّت کا ہو آخر وہ اسی کی ہستی پر ہی ختم ہوتا ہے۔ کہ فلاں حادثہ میں اللہ نے اسے رکھ لیا۔ یا پھر ہم کہتے ہیں کہ اس کی مرضی ہی ایسی تھی جب کہ حضرت فضل عمر نے فرمایا ہے۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

آج اپنی زندگی کا ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں کہ اس واقعہ میں سوائے خدا تعالیٰ کی ہستی کے کوئی طاقت نہیں تھی جو ہمیں بچا سکتی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب ۱۹۷۳ء کا سیلاب آیا تھا۔ لوگ جانتے ہیں کہ اس سیلاب نے کیا کیا تباہ کاریاں کیں تھیں۔ کتنا جانی و مالی نقصان ذاتی اور قومی سطح پر ہوا تھا۔ میری زندگی میں اس سے بڑا سیلاب نہیں آیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۰ء میں بڑا سیلاب آیا تھا لیکن اس وقت تو ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

غرض جن لوگوں کو اس سیلاب سے واسطہ پڑا وہ ہی جانتے ہیں کہ یہ کس نوعیّت کا تھا۔ پاکستان بلکہ ہندوستان میں اتنی تباہی مچائی کہ خدا کی پناہ۔ تمام صوبوں اور اضلاع کی تباہیوں میں ہمارا ضلع جھنگ بھی شامل تھا۔ اور ضلع جھنگ میں ہمارے اپنے شہر ربوہ میں بھی پانی داخل ہوا تھا۔ لیکن گرد و نواح کے تمام دیہات تو مکمل طور پر ڈوب چکے تھے اور تباہ ہو گئے تھے۔ موضع کھڑکن جو کہ کافی بڑا موضع تھا وہ تو دریا بن چکا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی پانی لامتناہی سمندر کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا۔ اُن لوگوں اور انسانی جانوں کے تحفّظ کی خاطر اہل ربوہ کے دل میں ہمدردی اور انسانی حقوق کا دریا اس طوفان سے بڑھ کر سمندر کی طرح موجزن تھا۔ اور ہر محلہ اور تنظیم اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر ان کی امداد کر رہی تھی۔ وہ تو ہماری تاریخ میں درج ہوں گے اُن کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے تحت "برج" موضع کی پہاڑیوں کے قریب کیمپ لگایا گیا اور ان لوگوں کو مدد پہنچائی جانی شروع کی گئی۔ خوراک کے علاوہ رہائش۔ کپڑے اور بستر وغیرہ ان لوگوں کو فراہم کئے گئے جو خود بچ کر نکل رہے تھے لیکن پھنسے ہوئے لوگوں کو جو کہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلاء تھے ان کو مدد دینا مقصود تھا۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم نے خدام کے ذریعہ ان تک رسائی کی کوشش کی۔ پانی اتنا زیادہ اور بہاؤ اتنا تیز تھا کہ کسی کی پیش نہ جاتی تھی۔ لیکن اہل ربوہ چاہتے تھے کہ اپنی جانوں کی قربانی دے کر ان کی جانوں کو محفوظ کیا جائے۔ کشتیوں کا بندوبست کیا گیا اور خدام کو روانہ کیا گیا۔ لیکن خدمت کے جذبہ سے سرشار ایسے خدام بھی تھے جو نہ تو تیرنا جانتے تھے اور نہ ہی کشتی چلانا جانتے تھے۔ اسی طرح ایک کشتی بھیجی گئی جو کہ پانی کے بہاؤ کا مقابلہ نہ کر سکی اور اس میں سوار خدام کو دوسری کشتی کے خدام باہر لے آئے اور اس کشتی کو درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اب کسی کی ہمّت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کشتی کو کھول کر باہر لے آئے۔

اس وقت کیمپ کے انچارج حضرات میں سے میرے چچا نسیم مہدی صاحب جو کہ آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا مشن میں انچارج مربّی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نمایاں کام کر رہے ہیں۔ وہ انچارج تھے۔ جب کوئی خادم کشتی کو نہ لا سکا تو وہ گھر آئے اور مجھے آکر کہا کہ تم چلو اور ہماری مدد کرو۔ میں اُسی وقت اپنے دو دوستوں مکرم ناصر الدین صاحب آف ربیالہ خورد اور مکرم منہاج النبی فاروقی آف کراچی کے ساتھ اس کیمپ میں پہنچ گیا۔ ہم تینوں دوست تھے اور دوست بھی ایسے کہ ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑنے والے۔ اسی ہمّت سے ہم کشتی لے کر گئے اور جان جوکھوں میں ڈال کر اس کشتی کو نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ تنظیم کے لوگوں نے جب ہماری یہ ہمّت اور حوصلہ دیکھا تو ہمیں کھڑکن اور گرد و نواح میں درختوں پر یا کسی اور مقام پر پناہ لینے والوں کی مدد کرنے کے لئے کہا۔ جب ہم روانہ ہونے والے تھے تو دو آدمی وہاں آئے اور انہوں نے ہمارے کیمپ کے انچارج سے کہا کہ ساتگرہ موضع میں چند لوگ درختوں پر بڑی بُری حالت میں پھنسے ہوئے ہیں اُن کی مدد کی جائے۔

غرض ہم تینوں دوستوں کو اور دو آدمیوں کی راہنمائی میں (اس وجہ سے کہ ایک تو ہمیں ویسے ہی راستہ معلوم نہیں تھا اور پھر سیلاب میں تو نیچے درخت اور فصلیں بھی نظر نہیں آتی تھیں) بھیجا گیا۔

ہم پانچ آدمی کشتی میں سوار ہو کر صبح کے سات بجے موضع بُرج کے کیمپ سے روانہ ہوئے۔ جب ہم نے اپنی کشتی کو پانی میں چھوڑا اور ابھی تھوڑا ہی آگے گئے تھے جہاں پانی اتنا تیز تھا کہ اس کے بہاؤ کا مقابلہ بہت مشکل تھا۔ ہم اُسوقت دو دوست کشتی کو چلا رہے تھے۔ قدرت نے ان کی مدد کی غرض سے جس امتحان میں ہمیں ڈالنا تھا اُس کا وقت قریب تھا۔ اور ہم اُس تیز بہاؤ کے خلاف چپّو چلا رہے تھے کہ ہمارا ایک چپّو ٹوٹ کر پانی کی نذر ہو گیا۔ اب پانی کا زور اور ایک چپّو کے ساتھ اس کو سنبھالنا بڑا مشکل ہو گیا۔ وہ دو آدمی جو ہمارے ساتھ تھے ان کی حالت غیر ہو گئی۔ گھبراہٹ تو ہمیں بھی پیدا ہو گئی کہ اب کیا کریں گے جب کہ کشتی بے قابو ہو کر پانی کی لہروں کی نذر ہو چکی تھی اور وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ رہی تھی۔ اس کو تیز پانی سے نکالنے کا مسئلہ تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم تینوں نے ہمّت نہ ہاری اور پانی کی مخالف سمت میں وہ ایک چپّو لگا کر ہم باقی آدمی اپنے ہاتھوں سے اس کشتی کو چلانے کی کوشش کرنے لگے۔ ہم کوشش تو کر رہے تھے لیکن سیلاب کے خطرات اور ہر طرف پانی ہی پانی۔ نہ کوئی پناہ نظر پڑتی تھی۔ اور پھر اوپر سے ستم جاں کہ ہمارے پاس صرف ایک ایک نیکر جو ہم نے پہنی ہوئی تھی اور کوئی کپڑا نہیں تھا۔ خدا کی مرضی۔ نیچے ہم سیلاب کے پانی میں اور اوپر سے بارش شروع ہو گئی جو موسلا دھار شکل اختیار کر گئی۔ ہم باوجود گرمی کے گھبراہٹ اور پریشانی کے سردی میں ٹھٹھر رہے تھے۔ اور پانی میں ہاتھ چلانے کی وجہ سے ہاتھ بوڑھے ہو گئے تھے اور اُن میں سکت باقی نہ رہی تھی۔

ہم پانی کے ساتھ اتنی تیزی سے بہہ رہے تھے کہ منہ گھبراہٹ سے سُوکھ رہے تھے لیکن ایک دوسرے کی ہمّت بندھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ یا باری تعالیٰ ہم تیرے بندوں کی مدد کے سلسلہ میں اپنی تنظیم کی اطاعت کے جذبہ سے سرشار اس کام کے لئے نکلے ہیں۔ اب ہماری جانیں تیرے ہی سپرد ہیں۔ ہمیں پانی میں بہت سی لاشیں جو کہ انسانوں اور مویشیوں کی تھیں دیکھنی پڑیں۔ جو کہ نہ جانے کہاں سے بہتی ہوئی آ رہی تھیں۔ سانپ اتنے زیادہ درختوں پر اور پانی میں بہتے ہوئے گزر رہے تھے کہ خوف آتا تھا۔ گیدڑ درختوں کی شاخوں کو اپنے مُنہ میں پکڑے لٹک رہے تھے۔ غرض ایسا نقشہ تھا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ لوگوں کے ڈیرے تباہ ہو چکے تھے اور دیہات ملبے کی شکل اختیار کئے ہوئے تھے۔ غرض صبح سات بجے ہم روانہ ہوئے تھے اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ہماری پریشانی کے ساتھ ساتھ پیچھے بھی پریشانی بڑھ رہی تھی کہ نہ جانے ہمارے ساتھ کیا حادثہ ہو گیا ہے کہ ہم ابھی تک واپس نہیں لَوٹے۔

آہستہ آہستہ روشنی بھی کم ہوتی جا رہی تھی اور ہم مَوت اور زندگی کی کشمکش میں پانی کا مقابلہ کرتے ہوئے بہہ رہے تھے۔ آخر اندھیرا ہو گیا اور اب تو خیال آیا کہ ترمیوں کی نذر ہو جائیں گے۔ لیکن توکّل کو نہ چھوڑا اور اپنی جدوجہد ذرا تیز کر دی (ذرا اس لئے کہ ہمّت جواب دے چکی تھی)۔ ہاتھوں اور چپّو کی مدد سے کشتی کو چلانے کی کوشش کر رہے تھے اور بارش ابھی تک جاری تھی اور بھوک سے بھی نڈھال تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کی غیبی مدد ہمارے لئے آئی اور تقریباً رات آٹھ بجے کا وقت ہو گا کہ ہمارا چپّو ہم نے پانی کی گہرائی کے لئے پانی میں نیچے لگایا تو وہ زمین میں لگ گیا۔ اُسکا زمین

سے لگتا تھا کہ ہماری کچھ قوت بحال ہوئی۔ اب یاد نہیں بہرحال ہم تینوں دوستوں میں سے ایک فوراً نیچے پانی میں کود گیا اور اس نے کشتی کی رسی پکڑ کر کھینچ لی۔ ہمارے ساتھ جو دو آدمی تھے ان سے پوچھا کہ بھائی یہ کون سی جگہ ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہم جس کنارہ سے روانہ ہوئے تھے یہ پانی کا دوسرا کنارہ ہے اور ہم موضع سانگرہ سے بھی نیچے کی طرف ہیں۔

غرض اب کچھ جان میں جان آئی اور ہم سب باری باری کشتی کو نیچے اتر کر کھینچ کر پانی کی مخالف سمت میں لے کر اوپر کی طرف چل رہے تھے۔ کبھی پانی زیادہ ہو جاتا کبھی پھر کم۔ اسی طرح کھینچتے اور چلتے چلتے ہم رات ایک بجے کے قریب اس جگہ پہنچے جہاں موضع کھڑکن کے بدنصیب لوگ اپنی تباہی کے بعد دوسرے گاؤں میں جو کہ موضع کھڑکن کے قریب ہی تھا اس کا نام اب ذہن میں نہیں آرہا۔ وہ بھی سارا گاؤں گر کر سیلاب میں ایک بڑا ملبہ کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔ اور لوگ وہاں اس کی مٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم وہاں پہنچے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہماری امدادی ٹیم کی دو مزید کشتیاں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں اور ہم ان کی مدد سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کشتیوں میں تیس سے پینتیس عورتیں اور بچے سوار کر کے تینوں کشتیاں واپس اگلی صبح تقریباً تین چار بجے واپس پہنچے۔

ہمارے منتظمین پہاڑی کے اوپر بڑی بڑی لال بتیوں سے سگنل دے رہے تھے۔ ہم ان روشنیوں کی سمت کا اندازہ لگاتے ہوئے واپس آرہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری جانوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ ہزاروں جانوں کو بچانے کی سعادت عطا فرمائی۔ جب ہم پہنچے تو بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا گیا اور ہمیں اسی وقت سنبھال کر کیمپ میں لے جا کر طبی امداد دی گئی۔ اور خدام بھائیوں نے ہمیں دبا دبا کر ہماری خدمت کی اور چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد صبح ہم اپنے اپنے گھروں کو آئے۔ مکرم نسیم مہدی صاحب نے بتایا کہ ہم تو اتنی فکر میں تھے کہ یہاں جو قیاس آرائیاں اور دل میں وسوسہ پیدا ہو رہا تھا وہ وقت کی طوالت کے باعث پختگی اختیار کر رہا تھا کہ شاید آپ لوگ اب زندہ نہیں ہیں۔ لیکن وہ قادر خدا جس کے قبضہ میں ہر جان ہے وہ بہتر سمجھتا ہے، اور سب وسیلوں سے بڑا اس کا اپنا وسیلہ ہے۔ اور ہمیں اس نے نئی زندگی عطا کی اور اس مولیٰ کا جتنا بھی شکر بجا لائیں وہ کم ہے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ "جسے اللہ رکھے ۔۔۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مالی

فضل احمد فانی۔ ربوہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں افریقہ کے ملک مالی کا نام ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس ملک میں جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز میں اتنی بڑی تعداد میں افراد احمدی ہوئے کہ اس سے پہلے سو سال کی تاریخ میں بیک وقت اتنے افراد کبھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اس ملک کے حالات قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش خدمت ہیں۔

ملک کا نام ہے "مالی"

صدر:- لفٹنٹ موسیٰ تروڑے

محل وقوع:- الجیریا، نائجر، گنی اور ماریطانیہ کے درمیان۔

رقبہ:- ۱۲۴۰،۱۴۲ مربع کلومیٹر۔

سرحد:- ۷۴۵۹ کلومیٹر۔

لوگ

آبادی:- ۷۳ لاکھ

اوسط عمر:- ۴۶ سال۔

اضافہ ۲.۲ فیصد سالانہ۔

شہری آبادی:- ۱۹ فیصد۔

دیہی آبادی:- ۸۱ فیصد۔

زبانیں:- فرانسیسی (سرکاری)، بمبارا، سنوفو، عربی۔

مذہب:- ۹۰ فیصد مسلمان باقی لا مذہب اور عیسائی۔

صحت

شرح اموات اطفال۔ ۱۳۶۲۔

اوسط عمر:- ۴۶ سال۔

غذا:- اقوام متحدہ کے مقررہ معیار سے ۲۰ فیصد کم۔

خدمات:- صرف ۲۳ فیصد آبادی صاف پانی استعمال کرتی ہے۔

۲۲۱۳۰ لوگوں کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔

افواج

کُل تعداد:- ۴۹۵۰۔

برّی:- ۴۶۰۰۔

بحریہ:- ۵۰۔

فضائیہ:- ۳۰۰۔

نیم فوجی:- ۵۰۰۰۔

تعلیم

طلباء:- ۷ فیصد بچے پرائمری اسکول جاتے ہیں، جن میں سے ۹ فیصد ثانوی تعلیم اور ایک فیصد اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اساتذہ:- اسکول کے ۲۴۲ بچوں کے لئے ایک استاد ہے۔

شرح خواندگی:- دس فیصد۔

نظم و نسق

ریلوے:- ۶۴۲ کلومیٹر۔

اخبار:- دو (۲)۔

ٹیلیفون:- ۸۵۰۰۔

سڑکیں:- ۱۸،۰۰۰۔

گاڑیاں:- ۱۹،۹۳۶۔

ریڈیو سیٹ:- ایک لاکھ

معاشی نظام

کرنسی:- فرانک

فصلیں:- چاول، باجرہ، مونگ پھلی اور کپاس۔

قدرتی وسائل:- ربڑ۔

صنعتیں:- غذائی اشیاء کی تیاری۔

برآمدات:- کپاس، مویشی اور مونگ پھلی۔

تجارتی ساتھی۔ امریکہ، چین، بلجیم، آیوری کوسٹ، زمبیا، فرانس اور وفاقی جرمنی۔

تاریخ و سیاست

مقامی زبان میں "مالی" کا مطلب ہے، طاقتور، خوش حال۔ اس علاقے کے لوگ اسلام سے گیارہویں صدی میں متعارف ہوئے۔ ۱۰۷۶ء میں عظیم مسلمان سپہ سالار یوسف بن تاشفین کے چچا زاد ابوبکر بن عمر نے گھانا فتح کیا تو اس علاقے کے بیشتر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ۱۳۵۲ء میں جب مورخ ابن بطوطہ مالی آیا تو اس وقت یہاں کا حاکم مانسا سلیمان تھا۔ ۱۹۰۴ء میں فرانس نے اسے باقاعدہ نو آبادی بنا لیا جو اس وقت سوڈان کا ایک حصہ تھا۔ ۱۹۵۸ء میں ریفرنڈم ہوا، جس میں مالی کے باشندوں نے فرانس کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے مکمل آزادی کے حق میں ووٹ دیئے۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۰ء کو مالی ایک خود مختار مملکت کی حیثیت سے وجود میں آیا تھا۔ اور "موڈیبو" کو پہلا صدر منتخب کیا جاتا ہے۔ ۱۹۶۸ء کو ایک پُرامن فوجی انقلاب کے ذریعے صدر موڈیبو کا تختہ الٹ دیا گیا اور لفٹنٹ موسیٰ تروڑے نے عہدۂ صدارت سنبھال لیا۔ گذشتہ دو تین سال سے یہ اسلامی ملک خشک سالی اور قحط کی زد میں ہے۔ دو تہائی آبادی فاقوں مرنے لگی۔ اقوام عالم کی طرف سے خوراک بطور امداد فراہم کی گئی۔ اسلامی ترقیاتی بنک نے فوری طور پر گیارہ ملین ڈالر کی امداد دی۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے دوسرے ممالک، بالخصوص متحدہ امارات۔ نے بھی مالی کو اقتصادی امداد فراہم کی۔ سخت گیر فوجی آمریت کی وجہ سے بنیادی حقوق پامال ہیں۔

درآمدات:- کپڑا، ٹرانسپورٹ مشینری، شکر اور پٹرول۔

تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد محمود طاہر

پاسپورٹ آفس

ہم نے پاکستان میں کبھی پاسپورٹ نہیں بنوایا۔ اس لئے نہ اتفاق کر سکتے ہیں نہ اس کی تردید۔ (مدیر)

"جی جناب کیا خدمت کر سکتے ہیں؟" "جی صاحب پاسپورٹ بنوائیں گے؟" "آئیے باؤ صاحب ہم حاضر ہیں!!" یہ چند آوازیں اور مختلف الفاظ پر مبنی کلمات ہیں یا یوں کہیئے استفسار ہیں۔ سب کا ایک ہی مطلب ہے۔ یہ تمام کلمات ہر وہ شخص سن سکتا ہے جس کا گذر اس سڑک سے ہو جہاں پاسپورٹ آفس ہے۔ تقریباً آدھا کلومیٹر لمبی قطار ہے جو سڑک کے فٹ پاتھ پر ہے۔ اس قطار میں موجود ہر شخص اپنے پاس ایک عدد کرسی، ایک بنچ اور ایک میز رکھتا ہے۔ اور گرمیوں کے موسم میں دھوپ سے بچاؤ کے لئے چھتری کا انتظام بھی کئے ہوئے ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک نے ایک چھوٹا سا پاسپورٹ آفس بنا رکھا ہے۔ اور ان سب کا مقصد جو اس قطار میں سڑک کے کنارے اپنے اپنے آفس بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تعداد ایک نہیں، دو نہیں بلکہ بیسیوں ہے۔ یہ ہے کہ ہم عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور ان کا نصب العین یہ ہے کہ عوام الناس پاسپورٹ بنوانے کے لئے آفس کے بار بار کے چکروں میں نہ پڑیں۔ شاید ان کا مقصد نیک ہے۔ یہ عوام کی خدمت کر رہے ہیں اور لوگوں کو پاسپورٹ ارجنٹ بھی اور مقررہ وقت پر بھی بنوا کر دیتے ہیں۔ یہ اصحاب "القطار ایجنٹ" بھی کہلاتے ہیں۔ پاسپورٹ بنوانے کیلئے اب لوگوں کو پاسپورٹ آفس کا نہیں بلکہ صرف ان ایجنٹوں کا چکر لگانا پڑتا ہے۔ یہ ایجنٹ اپنے چھوٹے سے PORTABLE آفس میں جس کے ساتھ ساتھ خوبصورت نہر بہتی ہے، اس پُر فضا ماحول میں کام کرتے ہیں۔

یہ پاسپورٹ آفس کے باہر کا مختصر سا نقشہ ہے۔ اور اسکو ہر وہ شخص مشاہدہ کر سکتا ہے جس کو پاسپورٹ آفس جانے کا اتفاق ہو۔

اب ہم پاسپورٹ آفس کے اندر داخل ہوتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ قطار اندر قطار کھڑے ہیں ایک طرف تو وہ لوگ لمبی قطار میں کھڑے ہیں جنہوں نے پاسپورٹ بنوانے کے لئے اپنے کاغذات جمع کروانے ہیں۔ جو ان کی حالت ہے وہ ناقابل بیان ہے انکو دیکھ کر ہر انسان کو ترس آتا ہے۔ یاد رہے کہ اس شخص کو بہت خوش قسمت سمجھا جاتا ہے جو ایک دن میں اپنے کاغذات بغیر کسی دفتری اعتراض کے جمع کروا دے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر شخص کو جس نے کاغذات جمع کروانے ہیں اسے اس روز کی رخصت لینا ہوگی...!

دوسری طرف وہ لوگ کھڑے ہیں جن کے چہروں پر امید اور بشاشت کے آثار دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اُمید ہے کہ آج انہیں اپنے پاسپورٹ مل جائینگے۔ ان لوگوں کی قطار کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں، ایک دوسرے کے ساتھ سخت کلامی، بعض کی ایک دوسرے کے ساتھ جنبہ داری۔ یہ ساری حالتیں اس قطار میں کھڑے کھڑے پیدا ہوتی ہیں۔ شاید وقت گذارنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔

وہ شخص خوشی سے پھولے نہیں سماتا جس کو اس کی مقررہ تاریخ میں پاسپورٹ مل جاتا ہے۔ اور جس کو سارا دن قطار میں کھڑے رہنے کے باوجود اپنا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ان کے مایوس چہرے بھی جن میں غصہ اور غضب کا عنصر موجود ہے، دیکھنے والے ہوتے ہیں۔

تیسری طرف دفتر شکایات ہے اس جگہ بھی لوگوں کی خوب چہل پہل ہوتی ہے۔ اس دفتر کا بیرونی حصہ ایک سبزی منڈی کا سماں پیش کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں پر جھگڑا، سخت کلامی دھکم دھکا معمولی بات ہے یا یوں کہیئے روزمرہ کا کام ہے لوگ متعلقہ آفیسر تک پہنچنے کی کوشش میں ہوتے ہیں اور ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ میں جلد فارغ ہو جاؤں اس مقصد کے حصول میں بعض فوری کامیاب ہو جاتے ہیں اور بعض کو یہی کام دوبارہ اگلے دن کرنا پڑتا ہے۔ دفتر شکایات کے پاس کھڑے ہونے والے اصحاب کے چہروں پر غصہ، مایوسی، جلدی یہ تینوں آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اوّل الذکر غالب ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی لوگوں کو پاسپورٹ آفس کے اندرونی شعبہ جات میں بھی بار بار چکر لگانا پڑتا ہے۔ ایک کے پاس جائیں تو وہ آگے جانے کو کہہ دیتا ہے۔

کا سلسلہ بعض دفعہ اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ پھر پہلے شعبہ میں دوبارہ آنا پڑتا ہے اور از سر نو چکر لگانا پڑتا ہے۔

یہ پاسپورٹ آفس کا مختصر حال ہے جو میں نے دیکھا اور بیان کیا۔ ہو سکتا ہے آپ نے اس سے مختلف دیکھا ہو۔ غالب امکان یہی ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔

یادِ رفتگان

مبارک احمد میلو

چوہدری فتح محمد صاحب

عاجز مبارک احمد کی مبارک قبول فرماویں کہ ماشاءاللہ روزنامہ الفضل کا معیار ہر لحاظ سے آپ کی زیر نگرانی بہت بلند ہوا ہے

آپ کا ایڈیٹوریل دربارہ "یاد رفتگان" پڑھ کر میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ عاجز اپنے والد صاحب جن کا انتقال ۲ فروری ۱۹۸۹ء جمعۃ المبارک کی رات ۹ بجے ہوا۔ کے لئے دعا کی عرض کرے والد صاحب محترم کا نام چوہدری فتح محمد نمبردار ریلو کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ تھا اچانک دل کا حملہ ہوا اور چند لمحات میں جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

ان کی عمر ۸۲ سال تھی اور صحت بظاہر بہت اچھی تھی انہوں نے ۱۹۳۲ء میں بیعت کی تھی ۱۹۲۵ء تک قادیان میں میٹرک تک تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ صاحبزادگان میں سے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرزا مبارک احمد صاحب اور مرزا مبشر احمد صاحب سے کلاس فیلو ہونے کا اعزاز حاصل تھا اس تعلق کی بنا پر صاحبزادگان میں سے اکثر بمعہ دیگر رفقاء شکار کھیلنے کے لئے ہمارے گاؤں بھینی میلواں تحصیل گورداسپور جو برلب دریائے بیاس واقع تھا تشریف لایا کرتے تھے۔ شکار ہرن پاڑے بارہ سنگھے اور مرغابی کا بکثرت پایا جاتا تھا۔

آپ ان مبارک وجودوں کی خاطر و مدارت بجا لاکر دل و جان سے خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ کے دو چھوٹے برادران چوہدری جان محمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ ریلو کے اور چوہدری غلام محمد صاحب بوجہ موصیان ہونے کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں ہماری والدہ محترمہ جو بقید حیات موجود ہیں بھی موصیہ ہیں مگر خود اپنے آپ کو وصیت کا اہل نہ پا کر اس نعمت سے محروم رہے۔

آٹھ بیٹوں اور تین بیٹیوں کی پرورش کی۔ ساری اولاد شادی شدہ ہے علاوہ ازیں متعدد نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

والد صاحب میں ایک خاص وصف فیاضی اور سخاوت کا تھا۔ گاؤں میں آپ کی جو دوسخا کی مثالیں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر الدین احمد سامی ۔ لندن

برطانیہ میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر

مرکزی جلسہ حضرت بانی سلسلہ

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کی صد سالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کے موقع پر مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء بروز جمعرات لندن مشن ہاؤس کے سبزہ زار میں لگائی گئی ایک وسیع "مارکی" میں جلسہ یوم بانی سلسلہ کی عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت انگلستان کے سب سے سینئر سکاٹش ممبر جماعت (کیپٹن ریٹائرڈ) بشیر احمد صاحب آرچرڈ مربی سلسلہ نے فرمائی۔

اجلاس کی کاروائی بعد نماز ظہر شروع ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر مجیب الحق خانصاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی اور آیات کریمہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ تلاوت کے بعد مکرم محمد ایوب ندیم صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن و مربی انچارج برطانیہ نے حضور انور کا جوبلی کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا اور مکرم مبارک احمد صاحب ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر نے اسی پیغام کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ حضور انور کے اس پیغام کے بعد مکرم منصور احمد صاحب ساقی نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حالات زندگی اور آپ کے مشن کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا بشیر احمد خانصاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف نے تحریک احمدیت کے عالمی اثرات کے موضوع پر فرمائی۔ اور بتایا کہ احمدیت نے دین حق کے خوبصورت چہرہ کو جس دلکش انداز سے دنیا کے سامنے پیش کیا اس سے نہ صرف مغربی اقوام کی غلط فہمیاں دور ہوئیں بلکہ تحریک احمدیت کے اندازِ فکر نے اس حد تک متاثر کیا کہ ان کے سوچنے کے انداز بدل گئے اور وہ قوم جو مستشرقین کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے بوجھ تلے دبی چلی آرہی تھی وہ سر اٹھا کر چلنے لگی۔ غلامی کی تمام زنجیریں توڑنے کی جستجوئیں شروع کیں، بفضل تعالیٰ ان کوششوں میں احمدیت کے بے لوث خدام نے اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر محاذ پر رہنمائی اور مدد کی۔ آخر میں مربی انچارج انگلستان مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جس کا لب لباب یہ تھا جو ہم بار بار حضور انور کے خطبات سے سنتے آرہے ہیں کہ ہمیں نئی صدی میں داخل ہوتے ہوئے اپنی پرانی کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ اور گذشتہ گناہوں کے بوجھ کو اتار پھینکنا ہے اور ہلکے پھلکے ہوکر، صاف شفاف انداز میں نئی صدی میں داخل ہونا ہے اور اپنے اس معیار کو حتی المقدور قائم اور دائم رکھنا ہے تاکہ ہمارے قول و فعل میں کسی قسم کا تضاد باقی نہ رہے اور ہماری نئی نسلیں احمدیت کی خوبیوں کو ایک اعتماد کے ساتھ نسل در نسل اپناتے ہوئے آگے بڑھتی چلی جائیں۔

مکرم راشد صاحب کی اس تقریر کے بعد مکرم نذیر احمد صاحب ڈار ریجنل امیر جماعت احمدیہ لندن نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے اپنے صدارتی خطاب سے نوازا۔ اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے دعا کروائی اور اجلاس برخواست ہوا۔

اس تقریب میں جماعت کی کثیر تعداد شامل تھی۔ عین اسی وقت وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال میں لجنہ لندن ریجنز کی طرف سے بھی ایک تقریب منعقد ہو رہی تھی۔ یوں جماعت احمدیہ کا ہر مرد عورت جوان اور بچہ اپنی اپنی تنظیموں سے منسلک جشنِ تشکر کا یادگاری دن منا رہا تھا۔

> "دعا کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے"۔
> (ارشاد حضرت بانی سلسلہ)

کھیل اور کھلاڑی

جہانگیر خان اور جان شیر خان

پاکستان کے لئے سکواش کے افق پر روشن ستارے بن کر ابھرے ہیں۔ گزشتہ دنوں جہانگیر خان اور جان شیر خان کے درمیان فائینل کھیلا گیا جسمیں جہانگیر خان کو واضح کامیابی حاصل ہوئی جس سے شائقین کو جان شیر خان کے کھیل سے سخت مایوسی ہوئی۔ کھیل کے ابتداء میں ہی جان شیر خان نے جارحانہ کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ شاید اسی غلطی کی وجہ سے انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جہانگیر خان نے پہلی دو گیمز ۱۵-۱۱ اور ۱۵-۱۲ سے جیتیں اور آخری راؤنڈ میں بہترین ڈراپ اور پاورفل اسٹروک سے ایک ایک کر کے چار پوائنٹس حاصل کئے اور نویں بار پاکستان اوپن ٹائیٹل حاصل کرلیا۔

۲۵ ستمبر ۱۹۸۷ء کے بعد جان شیر خان نے جب پہلی دفعہ جہانگیر خان کو شکست دی تھی یہ ۱۸ واں بین الاقوامی میچ تھا۔ آخری بار یہ دونوں مونٹی کارلو اوپن کے فائنل میں ایکدوسرے کے مدمقابل بنے تھے۔ جس میں کامیابی جان شیر خان نے حاصل کی تھی۔

شکست کے بعد جان شیر خاں نے کہا کہ جہانگیر نے آج بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا ہے۔ جبکہ میں جو گیم کھیلنا چاہتا تھا وہ نہ کھیل سکا جس کی توقع شائقین کر رہے تھے۔

جان شیر اور جہانگیر نے پاکستان اسکواش کے لئے جو خدمات پیش کی ہیں وہ شاندار ہیں۔ پاکستانی شائقین کی خواہش ہے کہ جہانگیر آئندہ سال لندن میں برٹش اوپن کا اعزاز ایک بار پھر کامیابی سے جیت کر ایسا ریکارڈ قائم کر دیں جس کو اس صدی میں توڑنا شاید ہی ممکن ہو۔

گزشتہ دنوں پاکستان سکواش ریکٹ فیڈریشن نے جہانگیر خان کے اعزاز میں مسلسل آٹھ بار برٹش اوپن جیتنے پر ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا۔ فیڈریشن کے صدر ائیر چیف مارشل حکیم اللہ خان اس موقع پر مہمانِ خصوصی تھے۔ سکواش کے عظیم کھلاڑیوں ہاشم خان، اعظم خان، محب اللہ خان سینئر اور قمر زمان نے مختصر تقریروں میں جہانگیر خان کو ان کی کامیابیوں پر خراج تحسین پیش کیا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جہانگیر خان عظیم کھلاڑی ہی نہیں ایک پیارا انسان بھی ہے جس نے اپنے کھیل سے ملک و قوم کا نام روشن کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سکواش فیڈریشن یہ ارادہ رکھتی ہے کہ پاکستان میں سکواش کو ہر ممکن فروغ دیا جائے اور اس سلسلے میں اسلام آباد میں بین الاقوامی معیار کا ایک سکواش کمپلکس تعمیر کیا جائے گا۔ اور سکواش کورٹس کی تعداد میں اضافہ بھی کیا جائے گا۔ آخر پر ائیر چیف مارشل نے جہانگیر کو آٹھ بار مسلسل برٹش اوپن جیتنے پر آٹھ کی مناسبت سے آٹھ تولے سونے کا ہار پہنایا۔

بقیہ ! یاد رفتگان

بکھری پڑی ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے نہایت درجہ

فضل اور رحمت سے محبت کی چادر میں لپیٹ لے اور کمزوریوں کو اپنی خاص بندہ نوازی سے ڈھانپ لے۔

دُعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلّی کرتا ہے اور انا القادر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس کی زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دُعا ہی ایک ذریعہ ہے۔!

(ایام الصلح)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کیسے پڑھایا جائے؟

" حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اسکے ظِل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ...... کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدّم رکھتے ہیں۔" (کشتیٔ نوح)

" انسان کو اپنی ابتداء بھی قرآنی تعلیم پر رکھنی چاہیئے اور اپنی انتہاء بھی قرآنی تعلیم پر رکھنی چاہیئے۔"

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء)

گر نہ گر

۱ـــ تُو مہذّب اور باتمیز انسان بننے کی کوشش کر۔

۲ـــ تُو ملاقات کے وقت سلام کرنے میں سبقت کر۔

۳ـــ اَے مَرد! تُو اپنا لباس سادہ اور صُوفیانہ رکھ۔

۴ـــ تُو مجلس میں ہمیشہ معزّز جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کر۔

۵ـــ تجھے جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیا کر۔

۶ـــ اَے خاتون! تُو نامحرم کے رُو برُو اپنی زِینت کو ظاہر نہ کر۔

۷ـــ جب تُو بازار میں سے گزرے تو کسی کا راستہ نہ روک اور سڑک کے ایک طرف ہو کر چل۔

۸ـــ تُو کسی خطرناک ہتھیار کا رُخ کسی انسان کی طرف نہ کر۔

۹ـــ تُو ایسی انجمنوں، سوسائٹیوں یا کمیٹیوں کا ممبر بن جن کا کام غریبوں کی امداد، نیکی کی اشاعت اور پبلک کو فائدہ پہنچانا ہو۔

۱۰ـــ تُو حتی الوسع ہمیشہ مہذّب طریقہ سے مباحثہ کر۔

لوگوں کو اپنی منزل پر اُتارو۔ یعنی حفظ مراتب کا خیال رکھو۔

خبریں NEWS

• صدر مملکت غلام اسحق خان نے کہا ہے کہ مرکز اور صوبے میں کشیدگی کی موجودہ صورت حال سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس صورت کو درست کرنے کے لئے عوام فریقین پر دباؤ ڈالیں۔ انہوں نے کہا کہ خدا قوم کو راہِ راست پر لائے اور انہیں جمہوریت پر بھی چلنا سکھائے۔

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اس مرحلے پر کوئی بیان دینے سے گریز کیا اور کہا میں اسوقت چونکہ صدر صاحب کے ساتھ ہوں اس لئے اس وقت ان سے بات چیت ہی مناسب امر ہے۔

• عراقی سفیر مسٹر اسمٰعیل حمودی نے گذشتہ روز سینئر وفاقی وزیر بیگم نصرت بھٹو سے ملاقات کی اس موقعہ پر بیگم بھٹو نے عراق کی تعمیرِ نَو کے لئے افرادی قوت فراہم کرنے کی پیش کش کی۔ عراقی سفیر نے بیگم نصرت بھٹو کو ملک میں جمہوریت کی بحالی پر مبارکباد اور عراق کے دورے کی دعوت دی۔

• بنکنگ کمپنیز آرڈیننس ۱۹۶۲ء کی شق نمبر ۲۷ - اے کو تبدیل کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے مجوزہ بنک آف پنجاب کی طرز کے بنکوں پر از خود پابندی عائد ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب وفاقی حکومت کے کنٹرولر برائے اجرائے سرمایہ کا ریورٹ لاء اتھارٹی یا رجسٹرار کواپریٹو کی اجازت کے بغیر کوئی بنک، بنکنگ کمپنی، بنکنگ کا کاروبار نہیں کر سکے گی۔

• معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے پنجاب میں صدر راج کے نفاذ کی خبروں پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور اپنے رفقاء پر زور دیا ہے کہ وہ جو بھی تبدیلی لانا چاہیں جمہوری طریقے بروئے کار آئیں۔

• وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف، سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو، قومی اسمبلی میں متحدہ حزب اختلاف کے سربراہ غلام مصطفےٰ جتوئی، اور آئی جے آئی کے پارلیمانی لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے اتوار کو انتہائی پُر اسرار انداز میں مذاکرات کئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان ملاقاتوں میں مرکز کی طرف سے پنجاب کے خلاف کی جانے والی متوقع کارروائی کا جواب دینے کے لئے اقدامات طے کئے گئے۔

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے عدم اعتماد کی تحریک پیش کئے جانے کے امکانات کو ختم کرنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کر لی ہیں۔

• عدالت عالیہ پشاور نے اپنے تفصیلی فیصلے میں کہا ہے کہ سرحد اسمبلی میں اسلامی جمہوری اتحاد کے گیارہ اراکین کی حکومت میں شمولیت پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ (بی - ۸) کے زمرے میں نہیں آتی۔

عدالت نے کہا کہ آئی جے آئی ایک سیاسی جماعت نہیں بلکہ یہ مختلف سیاسی جماعتوں کا ایک اتحاد ہے۔ جس میں متعدد سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق اتحاد میں شامل کسی جماعت کا صدر یا خود اتحاد کا سربراہ الیکشن کمیشن میں کسی کے خلاف ریفرنس دائر نہیں کر سکتا۔

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۴۸۴۴، ۹۰۶، ـــ، ۳۱۰۲۶، ـــ

پائیوریا کورس
PYORRHEA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۵۰

سوجن مسوڑہ کورس
SWOLLEN GUMS COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

ہلتے دانت کورس
LOOSE TEETH COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

دانت خورہ کورس
CARRIES COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۴۵

پائیوریا پاؤڈر (منجن)
PYORRHEA POWDER
دانتوں کی صفائی کیلئے
قیمت S -/۸ ، L -/۱۲

تفصیلی لٹریچر فری طلب کریں
کیوریٹو میڈیسن کمپنی
گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۱۷۷، کلینک ۶۰۷، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷